علامہ ابن امیر حاجؒ اور ان کی علمی خدمات

مولانا عصمت اللہ نظامانی
متعلم تخصصِ علومِ حدیث، جامعہ

علامہ ابن امیر حاج رحمۃ اللہ علیہ ان جلیل القدر ہستیوں میں سے ایک ہیں، جن کی تصانیف اہلِ علم میں کافی مقبول ہیں اور انہیں وقعت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے، تحقیق کا کام کرنے والوں کو ان سے استغناء نہیں ہوسکتا، خصوصاً فقہ واصول فقہ میں انہوں نے ایسا گراں قدر کام کیا ہے کہ جس کا صحیح اندازہ انہی حضرات کو ہوسکتا ہے جنہیں ان علوم کے ساتھ گہرا شغف ہو۔ ان کی کتب ''مصادر وماخذ'' کی حیثیت رکھتی ہیں، اور بعد میں آنے والے حضرات نے ان سے بھرپور استفادہ کیا ہے، بلکہ فقہ، اصولِ فقہ اور فتاویٰ پر لکھی گئی شاید ہی کوئی مستند کتاب ایسی ہو جس میں ان کی مؤلفات کا حوالہ موجود نہ ہو۔ ان میں سے زیادہ مشہور اصولِ فقہ میں ''التقریر والتحبیر'' اور فقہ میں ''حلبة المجلي'' ہے۔

لیکن جہاں تک علامہ ابنِ امیر حاجؒ کی ذات کا تعلق ہے تو وہ بھی ان بہت سے فقہاء واہلِ اصول کی طرح ہے جن کے ساتھ پچھلوں نے انصاف نہیں کیا، انہیں یکسر فراموش کردیا، نہ ان کی حیات واحوالِ زندگی پر کوئی کتاب لکھی گئی، اور نہ ان کے علمی کارنامے یکجا محفوظ کرکے لوگوں میں اُجاگر کیے گئے۔

علامہ ابن امیر حاجؒ دیگر اکابرین کی طرح نہایت متواضع اور شہرت ونا موری سے دور رہنے والے تھے، لیکن اصاغر کو یہ زیب نہیں دیتا کہ اپنے اکابرین کی مساعیِ جمیلہ، علمی خدمات اور اعمالِ صالحہ کا تذکرہ کرنے سے کترائیں، اور ان کی تحصیلِ علم، اس کی اشاعت اور دینِ حق کی سربلندی کے لیے کی گئی جد وجہد اور خدمات پر پڑے گمنامی کے پردے چاک کرنے کے بجائے ان سے بے اعتنائی کریں۔

حقیقت تو یہ ہے کہ ان اکابرین کا ہم پر حق ہے کہ ہم امت کے سامنے ان کے تذکرے، حالاتِ زندگی، اور بالخصوص ان کا علمی مقام ومرتبہ، علم کے حصول اور اس کی نشر واشاعت کے سلسلے میں ان کا طرز

وطریقہ درست انداز میں پیش کریں، تا کہ بعد میں آنے والے ان سے استفادہ کرسکیں۔ ذیل میں انہی اکابرین میں ایک جلیل القدر ہستی علامہ ابن امیر حاج رحمہ اللہ اور ان کی علمی خدمات کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

نام ونسب اور ولادت

ان کا مکمل نام ''ابوعبداللہ شمس الدین محمد بن محمد بن محمد بن حسن الحلبي'' ہے، ان کے دادا کی طرف نسبت کرکے انہیں ''ابن امیر حاج'' کا لقب دیا گیا، اسی طرح ''ابن الموقت'' کے لقب سے بھی مشہور ہوئے۔ان کی ولادت ۱۸ ربیع الاول سن ۸۲۵ھ بمقام حلب ہوئی۔ (۱)

ابتدائی تعلیم

ان کی ابتدائی تعلیم اپنے شہر ''حلب'' میں ہوئی، چنانچہ حفظِ قرآن اپنے علاقے کے ایک شیخ ابراہیم الکفر ناوی کے پاس کیا۔ أربعين للنووي، المختار، تصريف الجرجاني، اورصرف ونحو وغیرہ کی دیگر کتابیں اپنے شہر کے مشائخ کے پاس ہی پڑھیں۔ (۲)

تحصیلِ علم کے لیے سفر

علامہ ابن امیر حاج رحمہ اللہ چونکہ ایک علمی گھرانے کے چشم و چراغ تھے، وقت کے بڑے علماء میں ان کے والد اور دادا کا شمار ہوتا تھا، اس لیے ایک تو علمی ماحول، اور دوسرا ان کا اپنا شوق، لہٰذا جلد ہی انہوں نے ابتدائی تعلیم مکمل کرلی، اور پھر اپنے عہد کے بڑے فقہاء ومحدثین، اور علم میں رسوخ وپختگی رکھنے والے مشائخ کی خدمت میں حاضر ہوکر استفادے کی غرض سے عازمِ سفر ہوئے، چنانچہ حلب سے ''حماة'' کا سفر کیا، اور وہاں کے مشائخ سے علم حاصل کیا، پھر قاہرہ تشریف لے گئے، اسی طرح انہوں نے حرمین شریفین اور بیت المقدس کا سفر بھی کیا۔ (۳)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ سے تلمُّذ

علامہ ابن امیر حاج رحمہ اللہ نے اپنے وقت کے راسخین فی العلم اور چوٹی کے علماء سے استفادہ کیا، چنانچہ قاہرہ جاکر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیے، ان سے احادیث کا سماع کیا، اور علامہ عراقیؒ کے اصولِ حدیث میں ''الفية'' نامی منظوم رسالے کی شرح، اسی طرح اور بھی بعض کتابوں کی تعلیم حاصل کی۔ (۴)

علامہ ابن الہمامؒ سے تعلق

علامہ ابن امیر حاجؒ نے اپنے استاذ ابن الہمامؒ سے کافی استفادہ کیا تھا، ان سے فقہ واصولِ فقہ کی تعلیم حاصل کی، اور صرف شاگردی اختیار نہیں کی تھی، بلکہ استاذ وشاگرد کے درمیان گہرا تعلق اور قلبی لگاؤ تھا، جس کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ علامہ ابن امیر حاجؒ اپنے استاذ علامہ ابن الہمامؒ کا جب تذکرہ کرتے تو ان کی تعریف، اوصاف والقابات کی ایک طویل فہرست ذکر کرتے تھے، نیز ان کی زیارت کو اپنے لیے باعثِ سعادت سمجھتے تھے، چنانچہ علامہ ابن الہمامؒ کی طرف جانے کے سلسلے میں ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں:

’’فطار العبد إليه بجناحين. ‘‘(۵)

’’یعنی بندہ اُڑ کر ان کے پاس جا پہنچا۔‘‘

اسی طرح علامہ ابن الہمامؒ کو بھی اپنے شاگرد کی علمی قابلیت پر اعتبار، بلکہ اعتراف تھا، چنانچہ انہوں نے علامہ ابن امیر حاجؒ کو اپنی کتاب ’’التحریر‘‘ کی شرح کرنے کی طرف متعدد بار توجہ دلائی، جیسا کہ انہوں نے اپنی شرح ’’التقریر والتحبیر‘‘ کے مقدمہ میں اس بات کی تصریح کی ہے۔(۶)

علامہ ابن الہمامؒ کا ’’فتح القدیر‘‘ میں ابن امیر حاجؒ کا تذکرہ کرنا

یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں ہوگی کہ علامہ ابن الہمامؒ نے اپنی شرح ’’فتح القدیر‘‘ میں ایک مسئلہ کی وضاحت کرتے ہوئے بطورِ مثال اپنے شاگرد ابن امیر حاجؒ کا تذکرہ کیا ہے، چنانچہ تحریر فرماتے ہیں:

’’لو قال أنت ابن فلان: يعني جده هو صادق، لأنه قد ينسب إلى الجد مجازا متعارفا وفي بعض أصحابنا ابن أمير الحاج وأمير الحاج جده. ‘‘(۷)

یعنی اگر کسی آدمی نے دوسرے شخص کو اس کے دادا کی طرف نسبت کر کے یہ کہا کہ: ’’تم فلاں کے بیٹے ہو‘‘ تو وہ سچا ہوگا، (اور یہ تہمت نہیں ہوگی) کیونکہ دادے کی طرف پوتے کو منسوب کرنا مجازِ متعارف ہے، اور ہمارے ایک ساتھی ’’ابن امیر حاج‘‘ ہیں، (یعنی امیر حاج کا بیٹا) حالانکہ امیر حاج اس کا دادا ہے، والد نہیں۔

رفیقِ درس علامہ سخاویؒ سے استفادہ وافادہ

حضرات محدثین اور دیگر اہلِ علم نے آدابِ طالب علم میں یہ بات لکھی ہے کہ:

’’لا يستنكف عن التعلم ممن هو دونه في سنٍ. ‘‘(۸)

یعنی ’’طالب علم کو چاہیے کہ وہ اپنے سے کم عمر سے بھی علم حاصل کرنے میں شرم وعار محسوس نہ کرے۔‘‘

اسی طرح یہ بھی لکھا ہے کہ علم میں اس وقت تک پختگی اور کمال حاصل نہیں ہوسکتا جب تک اپنے

سے بڑے، ہم عمر اور چھوٹے، یعنی ہر صاحبِ علم (خواہ چھوٹا ہو یا بڑا) سے علم نہ حاصل کرے۔ [9]

اور علامہ ابن امیرؒ بھی ایسے ہی حقیقی طالب علموں میں سے تھے، چنانچہ انہوں اپنے ساتھی اور رفیقِ درس علامہ سخاویؒ سے استفادہ کیا، اور بعض کتب ان سے پڑھیں، حالانکہ وہ ان سے چند سال چھوٹے تھے۔ اسی طرح علامہ سخاویؒ نے بھی علامہ ابن امیر حاجؒ سے استفادہ کیا ہے، چنانچہ ان کا تذکرہ کرتے ہوئے علامہ سخاویؒ فرماتے ہیں:

’’وقد سمعت أبحاثه وفوائده وسمع مني بعض القول البديع وتناوله مني.‘‘[10]

اساتذہ وشیوخ

علامہ ابن امیر حاجؒ کے متعدد اساتذہ وشیوخ میں سے بعض کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

۱- حافظ ابن حجرؒ: ابو الفضل احمد بن علی عسقلانی (متوفی: ۸۵۲ھ)۔ ۲- علامہ ابن الہمامؒ: کمال الدین محمد بن عبد الواحد سیواسی (متوفی: ۸۶۱ھ)۔ ۳- ابن خطیبؒ: علاء الدین علی بن محمد طائی (متوفی: ۸۴۵ھ)۔ ۴- شہاب الدین احمد بن ابی بکر بن الرسام حلبیؒ (متوفی: ۸۴۴ھ)

تصانیف وتالیفات

علامہ ابن امیر حاجؒ نے متعدد علوم مثلاً: تفسیر، فقہ، اصولِ فقہ وغیرہ میں بہت سی کتابیں تصنیف کی تھیں، جن میں سے بعض کے نام ذیل میں ذکر کیے جاتے ہیں: [11]

۱: ذخيرة القصر في تفسير سورة العصر

۲: التقرير والتحبير، جو کہ علام ابن لہمامؒ کی اصولِ فقہ میں لکھی کتاب ’’التحریر‘‘ کی شرح ہے، اور اپنے موضوع میں بے مثال کتاب ہے۔

۳: حلبة المجلي وبغية المهتدي في شرح منية المصلي وغنية المبتدي، فقہ کی ایک شاندار کتاب ہے۔

۴: شرح المختار، علامہ ابن مودود موصلی کی کتاب کی شرح ہے۔

۵: داعي منار البيان لجامع النسكين بالقرآن

۶: منية الناسك في خلاصة المناسك

۷: أحاسن الحوامل في شرح العوامل

اہلِ علم کی آپ سے متعلق آراء

بہت سے حضرات نے آپ کی علمی قابلیت اور مہارت کی گواہی دی ہے، اور آپ کو بلند اوصاف

اور عمدہ القاب سے نوازا ہے۔

۱: ابن العماد حنبلیؒ آپ کے بارے میں لکھتے ہیں:

''كان إمامًا عالمًا علامةً مصنفًا صنف التصانيفَ الفاخرةَ الشهيرةَ وأخذ عنه الأكابرُ وافتخروا بالانتساب إليه.''(۱۲)

یعنی ''وہ امام، عالم، علامہ اور مصنف تھے، متعدد مشہور اور گراں قدر کتب تصنیف کیں، حضرات اکابرین نے ان سے علم حاصل کیا، اور ان کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرنا باعثِ فخر سمجھا۔''

۲: علامہ سخاویؒ تحریر کرتے ہیں:

''وكان فاضلًا مفننًا دينًا قويَ النفس محبًا في الرياسة والفخر.''(۱۳)

۳: اسی طرح متعدد حضرات نے آپ کو مفسّر، فقیہ، اصولی وغیرہ جیسے بلند مرتبہ اوصاف سے نوازا ہے۔(۱۴)

مخالفین کی طرف سے تکالیف

علامہ ابن امیر حاجؒ ایک سچے، کھرے اور حق گو عالمِ دین تھے، دینِ حق یا علمی کاموں میں چشم پوشی اور مداہنت سے کام نہیں لیتے تھے، لیکن اس کے لیے اشتعال آمیز طریقہ نہیں اپناتے، بلکہ عمدہ اسلوب سے تنقید کرتے اور اپنا مافی الضمیر بیان کرتے تھے، چنانچہ جب اپنے استاذ علامہ ابن الہمامؒ کی شرح ''فتح القدیر'' پر کچھ اشکالات پیش آئے تو آپ نے ان کی خدمت میں وہ اعتراضات تحریری طور پر پیش کیے۔(۱۵)

لیکن نقد و تنقید میں ایسی احتیاط کے باوجود مخالفین ان کو ایذاء و تکلیف دینے سے باز نہیں آئے، چنانچہ جب انہوں نے مکہ مکرمہ جا کر درس و تدریس اور افتاء کا کام شروع کیا تو مخالفین نے ان کو تکالیف پہنچا کر وہاں سے ہجرت کرنے پر مجبور کیا، پھر جب آپ وہاں سے بیت المقدس تشریف لائے تو تقریباً دو ماہ ہی ٹھہر پائے تھے کہ پھر مخالفت شروع ہوگئی اور آپ کو واپس اپنے وطن آنا پڑا۔(۱۶)

انتقال پُرملال

علامہ ابن امیر حاجؒ تقریباً دو ماہ بیمار رہے، اور رجب المرجب سن ۸۷۹ھ جمعہ کی رات کو آپ اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے، اور بہت بڑی تعداد نے جنازے میں شرکت کی، نیز آپ کی وفات سے چالیس دن پہلے آپ کی زوجہ کا انتقال ہوا، رحمهما الله وإيّانا.(۱۷)

حواشی وحوالہ جات

١: الضوء اللامع لأهل القرن التاسع للسخاوي، (٢١٠/ ٩)، الناشر: دار الجيل، بيروت

٢: المصدر السابق

٣: معجم المفسرين، عادل نويهض، (٦٢١/ ٢)، الناشر: مؤسسة نويهض الثقافية. بيروت، ط: ١٤٠٩هـ-١٩٨٨ء

٤: الفوائد البهية في تراجم الحنفية للكنوي، (ص:٢٤٣)، الناشر: دار السعادة، ط: ١٣٢٤هـ- والضوء اللامع للسخاوي، (٢١٠/ ٩)

٥: التقرير والتحبير لابن أمير حاج، (٨/ ١)، الناشر: دار الكتب العلمية. بيروت، ط: ١٤١٩هـ- ١٩٩٩ء

٦: المصدر السابق

٧: فتح القدير لابن الهمام، (٣٢١/ ٥)، الناشر: دار الفكر، بيروت

٨: النكت الوفية بما في شرح الألفية للبقاعي، (٣٧٠/ ٢)، الناشر:مكتبة الرشد ناشرون، ط: ١٤٢٨هـ-٢٠٠٧ء

٩: تدريب الراوي للسيوطي، (٥٩٢/ ٢)، الناشر: دار طيبة

١٠: الضوء اللامع للسخاوي، (٢١٠/ ٩)

١١: هدية العارفين، إسماعيل بن محمد أمين البغدادي، (٢٠٨/ ٢)، الناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت

١٢: شذرات الذهب لابن العماد الحنبليؒ، (٣٢٧/ ٧)، الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت

١٣: الضوء اللامع للسخاوي، (٢١٠/ ٩)

١٤: معجم المؤلفين، عمر رضا كحالة، (٢٧٤/ ١١)، الناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت والأعلام للزركلي، (٤٩/ ٧)، الناشر:دار العلم للملايين، ط:٢٠٠٢ء

١٥: البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع للشوكاني، (٢٥٤/ ٢)، الناشر: دار المعرفة، بيروت

١٦: الضوء اللامع للسخاوي، (٢١١/ ٩)

١٧: المصدر السابق